عالم اسلام کی

نابغہء روزگار شخصیت

انٹرنیشنل سوشل میڈیا سیریز نمبر 2

از پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ نبی العالمین

پیش لفظ

امام احمد رضا علیہ الرحمہ (پ۔ ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء......م۔ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) عالم اسلام کی ایسی نابغہ ءروزگار شخصیت ہیں جو اپنے زمانے کے تمام مروجہ علوم وفنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے' ان کے قلم سے لکھی ہوئی ہزار سے زائد تصنیفات اس کا ثبوت ہیں ...... اردو، عربی اور فارسی میں لکھی ان کی ۵۰۰ سے زیادہ کتب شائع بھی ہوچکی ہیں ...... دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی ۲۰۰ سے زیادہ تصنیفات یادگار ہیں ......پچھلی ایک صدی میں ہزاروں اہل علم وفن نے ان کی علمی کاوشوں پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے "چودھویں صدی ہجری کا مجدد" اور اس "صدی کا نابغہء روزگار" قرار دیا۔

اب تک دنیا کے ۱۵۵ اہل تحقیق ان کی علمی خدمات پر پی ایچ ڈی کے مقالے لکھ کر اسناد حاصل کر چکے ہیں جب کہ ۲۰ سے زیادہ ایم۔فل اور پچاس کے قریب ایم۔اے کے مقالات لکھے جا چکے ہیں ...... پاکستان کی اکثر جامعات کے علاوہ انڈیا، بنگلہ دیش، عراق، شام، مصر، امریکہ اورانگلینڈ کی جامعات میں بھی ریسرچ اسکالرز پی ایچ ڈی مقالات پیش کر چکے ہیں۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی (قائم شدہ: ۱۹۸۰ء) پچھلے ۴۴ برس سے ان کی ہمہ گیر و عالمگیر تعلیمات کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہے۔ ادارے نے ۱۹۸۱ء میں پہلا علمی و تحقیقی جریدہ "سالنامہ معارفِ رضا" جاری کیا جو آج ۴۳ سال کے بعد بھی

جاری ہے جس میں سیکڑوں ملکی غیر ملکی اسکالرز کے اردو، انگریزی، فارسی اور عربی مقالات شائع ہو چکے، جب کہ " معارفِ رضا" ماہانہ کا سلسلہ ۲۰۰۰ء سے تا حال جاری ہے (تفصیل کے لیے اشاریہء معارفِ رضا دیکھیں) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی ان پر لکھے گئے اردو، عربی اور سندھی کے ۱۰ پی ایچ ڈی مقالات بھی سے شائع کر چکا ہے۔

اس ادارے کے صدر نشین' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ کو ماشاء اللہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ میں شرف اجازت حاصل ہے، سو آپ نے سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کے فروغ کے سلسلے میں ۱۹۹۴ء میں " خانقاہ قادریہ رضویہ" قائم کی، جسے بعد میں اہل محبت اور ارادت مندوں نے " خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ" کا نام دیا ......

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، موصوف سابق ڈین آف سائنس، سابق صدر شعبہء ارضیات وشعبہ پیٹرولیم ٹیکنالوجی، سابق سکریڑی Comittee Affliation جامعہ کراچی رہ چکے ہیں۔ ان دنوں آپ صدرِ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی ہیں ...... آپ کو امام احمد رضا پر پاکستان میں سب سے پہلے پی ایچ ڈی کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے، آپ نے ۱۹۹۳ء میں ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ کے زیر نگرانی اپنا مقالہء پی ایچ ڈی لکھا تھا۔ یہ مقالہ ۱۹۹۹ء میں " ترجمہء قرآن کنزالایمان اور دیگر معروف اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ" کے عنوان سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی شائع کر چکا ہے...... فروغِ تعلیماتِ رضا کے لیے آپ ۵۰ سے زائد کتب اور ۲۰۰ سے زیادہ مقالات تحریر کر چکے ہیں جو معارفِ رضا سالانہ/ ماہانہ اور دیگر جرائد واخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالات دینی و دنیاوی علوم کا امتزاج ہونے کے سبب اہل علم میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں...... آجکل سوشل میڈیا کا دور ہے چنانچہ احباب کی تجویز پر اس پلیٹ فارم سے ڈاکٹر صاحب جیسے صاحبِ بصیرت کی تحقیقات و مصنفات

کو عالمی سطح پر پھیلانے کے لیے گزشتہ دنوں "رضا انٹرنیشنل سوشل میڈیا سیریز" شروع کی گئی تھی جس کی اولین اشاعت "مسلم اقوام متحدہ، وقت کی اہم ضرورت" شائع ہوکر نہ صرف داد و تحسین پاچکی بلکہ کئی جرائد نے سے اپنے رسالوں میں پورا کا پورا شائع بھی کیا......الحمدللہ اب اس سیریز کی دوسری اشاعت "نابغہء روزگار شخصیت" آپ کے سامنے ہے، جس میں ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ایک جامع ومختصر علمی تعارف خود اُن ہی کے قلم سے لکھے لفظوں میں ترتیب دیا ہے......

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اپنی تحریر میں تعلیماتِ رضا کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے اور یہی وصفِ خاص آپ کو ممتاز کرتا ہے......ان شاء اللہ اب اس سیریز کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کی منفرد نگارشات آپ کے ذوقِ مطالعہ کو سیراب کرتی رہا کریں گی......پیش نظر رسالے سے آپ خود فیضیاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حلقہء احباب کو بھی سوشل میڈیا پر ضرور شیئر کریں۔

از

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

ڈائریکٹر، رضا انٹرنیشنل سوشل میڈیا سیریز سیل

(خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی)

۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

۲۰ فروری ۲۰۲۳ء، کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عالم اسلام کی

نابغہء روزگار شخصیت

"امام احمد رضا بریلوی کا علمی تعارف' خود انہی کے قلم سے"

نام ونسب:

احمد رضا خاں ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں برکاتی بریلوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء)۔

پیدائش:

۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بریلی محلہ سوداگران۔

تحصیل علم:

چارسال چار ماہ میں ناظرہ قرآن سے تعلیم کی ابتدا ہوئی اور والد ماجد کے بریلی میں قائم مدرسہ میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۱۸۶۹ء بروز جمعرات کو فارغ التحصیل ہوئے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خاں نے اسی دن امتحان لینے کی حیثیت سے ایک مسئلہء رضاعت کا

سوال بیٹے احمد رضا کو دیا جس کا انھوں نے اسی وقت جواب لکھ کر والد ماجد کو دے دیا، والد ماجد بہت خوش ہوئے اور اس خوشی میں انھوں نے نقد انعام کے ساتھ ساتھ اسی وقت آپ کو مفتی کی مہر بنوا کر دے دی، اس لیے آپ کی قلمی خدمات کی ابتداء ۱۴ سال سے بھی کم میں ہوئی۔

بیعت وخلافت:

اپنے والد ماجد کے ساتھ مارہرہ شریف کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ آل رسول قادری مارہروی علیہ الرحمہ (م۔۱۲۹۶ھ) سے ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ پیرومرشد نے اپنے نوجوان (۲۲ سالہ) مرید مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی کو اپنے سلسلہ کے تمام سلسلوں (۱۷ سلاسل) کی خلافت واجازت بھی عطا کردی۔ ساتھ ہی ساتھ تمام مرویات (حدیث وفقہ) کی بھی اجازت عطا فرمادی۔

مولانا احمد رضا جب حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں تھے تو وہاں مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن السراج مکی نے ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ میں آپ کو فقہ وحدیث کی تمام مرویات کی اجازت دی تھی۔

حج بیت اللہ:

آپ نے پہلے حج کا فریضہ اپنے والدین کے ہمراہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں ادا کیا جب کہ دوسرا حج اپنے بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا اور کئی خلفاء کے ساتھ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ادا کیا اس موقع پر آپ نے متعدد علماء عرب کو اپنی خلافت اور احادیث کی اجازتیں بھی دیں۔

فتویٰ نویسی:

مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی نے اپنے جد امجد مولانا مفتی محمد رضا علی خاں بریلوی کی قائم کردہ مسند افتاء (۱۲۴۶ھ) کی مکمل ذمہ داری اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء میں سنبھال لی تھی اور پھر مسلسل ۵۵ سال تک اس مسند کے ذریعے دین کی خدمت انجام دی۔

امام احمد رضا کی فراغتِ علمی (از قلم خود):

یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں تیرا سال دس ماہ اور پانچ دن کا تھا جب میں نے پڑھنے سے فراغت پائی اور نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے (یعنی بالغ ہوا تھا) اور یہ نیک فال ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ تاریخ فراغت کلمہ "غفور" (۱۲۸۶) یعنی بخشنے والا اور "تعویذ" یعنی پناہ میں لینا ہے۔ بخشنے والے رب سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا اور مکروہ سے بچا کر اپنی پناہ میں لے گا۔ یونہی میری تاریخ ولادت ۱۲۷۲ھ، "المختار" (پسندیدہ) ہے اُمید ہے کہ رب کریم مجھے مقبول اور پسندیدہ فرمائے گا کیونکہ میری ولادت بروز ہفتہ بوقت ظہر ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی۔۔۔ اور میں نے چمکدار تاروں کی صورتوں کے حساب سے معلوم کیا ہے کہ میری ولادت منزل "غفر" میں ہوئی تھی اُمید ہے کہ بخشنے والا پروردگار معافی دے گا اور بخشے گا کیونکہ اچھی فال شرعاً معتبر ہوتی ہے۔

(امام احمد رضا، الاجازات المتینہ لعلماء بکّہ والمدینہ" (۱۳۲۴ھ))

امام احمد رضا کی اس دعا کو خود ان کے کلام میں پڑھا اور دیکھا جا سکتا

ہے۔فرماتے ہیں ۔

گرچہ ہیں بے حد قصور، تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

دنیا مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

(حدائق بخشش از امام احمد رضا)

امام احمد رضا کے ۵۵ علوم کے حصول کی تفصیل (از قلم خود):

امام احمد رضا نے اپنے دوسرے حج کے موقع پر جب علماء ومشائخ عرب وعجم کو حدیث، فقہ، تفسیر، دیگر علوم وسلسلہ ءطریقت کی سند اجازات دی تھیں اس کی تفصیل ان کے تصنیف شدہ عربی رسالے "الاجازات المتنۃ لعلماء بکہ والمدینۃ" (۱۳۲۴ھ) میں پڑھی جاسکتی ہیں اس کا ترجمہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی حامد رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا تھا اس میں سے مختصراً چند اقتباسات ملاحظہ کریں کہ امام احمد رضا نے کم عمری میں کتنے علوم وفنون اساتذہ کرام سے اور بقیہ اللہ ورسول کی عطا سے حاصل کیے۔

(۱) اولاً: آپ کو ان تمام علوم کی اجازت دیتا ہوں، جنھیں میں نے اساتذہ کرام سے پڑھا، قرآن کریم کی روایت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت اور کتب حدیث کی ان تمام قسموں کی بھی جنھیں صحاح، سنن، مسانید، جوامع، معاجیم اجزا کہا جاتا ہے اور فقہ حنفی کی روایت بھی (نیچے ان علوم کی تفصیل ناموں کے ساتھ):

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ حنفی، فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدول مہذب، علم تفسیر، علم العقائد والکلام، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ مدلسہ، علم تکسیر، علم ہیئت، علم حساب، علم ہندسہ، یہ اکیس (۲۱) علوم ہیں جنھیں میں نے اپنے والد قدس سرہ سے حاصل کیے۔

(۲) ثانیاً: آپ کو ان دس علوم کی بھی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا، پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ میری طبیعت پڑھے ہوئے علموں کی پناہ میں آنے کی وجہ سے غلطیوں کے حملوں سے محفوظ ہے۔ میں نے جتنا پڑھا ہے اس نے مجھے ان علموں کے پڑھنے سے مستغنی کر دیا ہے یا حسبِ عادت ان کی صحیح سمجھ حاصل کرنے میں پوری پوری کفایت کی ہے۔ یہاں تک کہ علم تصوف کہ اس کی انتہائی حد اگرچہ احاطہء عقل میں آنے سے ورا ہے اور واصل الی اللہ ہونے کے بغیر وہاں تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن تعلم ظاہری کی بدولت یا نظر و فکر میں کوشش کرنے کے سبب یا حسن تدبر اور صحیح سوچ بچار کے ذریعہ جتنا تصوف حاصل ہو سکتا ہے اتنا حاصل ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کا وافر حصہ ہم کو مرحمت فرمائے آمین اور وہ

پورے دس علم ہیں:

قراءت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تواریخ، لغت، ادب میں آپ کو ۲۱+۱۰=۳۱ علوم دوران میں جتنے متن، جتنی شرحیں، حواشی اور جتنے رسائل علماء، متقدمین اور متاخرین نے تصنیف کیے ہیں ان سب کی اجازت دیتا ہوں۔

(۳) ثالثاً: ان علوم کی بھی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے کسی افادہ بخش استاذ سے حاصل نہیں کیے نہ پڑھ کر نہ سن کر اور نہ باہمی گفتگو سے۔۔۔اس عاجز فقیر پر ربِ قدیر نے ایسا فضل فرمایا کہ میں نے انھیں محض کتب بینی سے اور نظر و فکر کے استعمال سے حل کر لیے۔ کسی پر اعتماد کر کے اس کے حضور زانوئے تلمیذ نہ کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ گویا اپنے اقران (زمانے) میں ان علوم کا موجد ہوں اور ان کی تعداد ۱۴ ہے۔

ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب سینی، لوغارثمات، علم التوقیت، مناظر و مرایا، علم الا کر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئاۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائچہ

امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری:

یہاں تک پینتالیس (۴۵) علوم ہوئے۔ میں نے ان جملہ علوم کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں۔ حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہء طالب علمی سے اب تک جاری ہے کیونکہ میرا دستور یہ رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میرے ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے اگر اعتراض ہوسکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دور کردی۔ حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر، صحیح بخاری کی نصف اول پر، صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر شرح، قطبیہ پر حاشیہ، امور عامہ

پر اور شمس باذغہ پر اکثر حواشی اس وقت لکھے جبکہ طلب علم کے زمانے میں (بعمر ۱۰۔۱۳ سال) اپنے سبق کے لیے مطالعہ کرتا تھا۔علاوہ ازیں تیسیر شرح جامع صغیر پر، شرح چغمینی پر اور تصریح پر، اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجدا پر اور علامہ شامی کی ردالمختار پر بھی حواشی لکھے۔ان سب میں پچھلی یعنی ردالمختار کے حواشی سب سے زیادہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر انھیں کتاب سے الگ کر دیا جائے تو دو جلدوں سے بڑھ جائیں گے، حالانکہ ان میں اپنی دوسری کتابوں اپنے فتاویٰ اور تحریرات کا حوالہ دے کر اشارات بھی کیے گئے ہیں۔

امام احمد رضا کے پسندیدہ علمی مشاغل:

میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے، جن کی محبت عشق، شگفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں۔

(۱) سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک کی حمایت کے لیے اس وقت کمر بستہ ہو جاتا ہوں جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے۔میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لیے کافی ہے مجھے اپنے رب کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا۔

(۲) پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقائد باطلہ کا رد کر کے انھیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

(۳) پھر تیسرے نمبر پر بقدر طاقت مذہب حنفی کے مطابق فتوے تحریر کرتا ہوں

وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔

محض فکر و نظر سے حاصل ہونے والے مزید چند علوم:

پچھلے چودہ (۱۴) علوم جو فقیر کو محض نظر و فکر سے حاصل ہوئے ان کے ساتھ پانچ (۵) یہ بھی شامل ہیں۔

(۱) علم فرائض (۲) علم حساب (۳) علم ہیئت (۴) علم ہندسہ (۵) علم تکسیر

تو گویا یہ اُنیس (۱۹) علوم ایسے ہیں جن کی تعلیم صرف آسمانی فیض سے مجھے حاصل ہوئی یوں ہی (۱) نظم عربی (۲) نظم فارسی (۳) نظم ہندی (۴) نثر عربی (۵) نثر فارسی (۶) نثر ہندی کا انشاء (۷) خط نسخ (۸) خط نستعلیق (۹) تلاوت مع التجوید، پہلے ۱۹ اور ۹ یہ کل ۲۸ فنون بنتے ہیں جنھیں میں نے محض رب تعالیٰ کے الہامی فیض سے حاصل کر لیے۔

امام احمد رضا نے ۵۵ علوم میں دسترس حاصل ہونے کے باوجود انکساری کا اظہار کرتے ہوئے یہ عبارت تحریر فرمائی:

میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں ان اور ان کے علاوہ دیگر حاصل کردہ فنون میں بہت بڑا ماہر ہوں۔ میں تو اپنی انتہائی کوششوں سے یہ سمجھتا ہوں کہ ان علوم سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ مزید برکت فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر فن کے معمولی طالب علم کو مجھ پر غلبہ ہے لیکن مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے، جسے چاہتا ہے گراتا ہے، یوں ہی جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔

(۴) رابعاً: اپنی تمام مؤلفات کی بھی اجازت دیتا ہوں جو دوسو (۲۰۰) سے

بڑھ چکی ہیں اور رب تعالیٰ کی توفیق سے آخری دم تک اور بھی لکھی جائیں گے۔ ان مؤلفات میں ایک فتاویٰ بھی ہے جو العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کے نام سے موسوم ہے جس کی اس وقت مکررات کے علاوہ سات (۷) جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل سے جلدوں کے مرتب ہونے کی اُمید ہے۔

(۵) خامسا: طریقت کے ان تمام دلپسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے۔

۱) طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ

۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ

۳) قادریہ ابدیہ

۴) قادریہ رزاقیہ

۵) قادریہ منوریہ

۶) چشتیہ نظامیہ

۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ

۸) سہروردیہ واحدیہ

۹) سہروردیہ فضلیہ

۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ

۱۲) سلسلہ بدلعیہ

۱۳) علومیہ منایہ

(٦) سادساً: آپ کو ۲۴ ادعیہ (درود و وظائف اور دعائیں) کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ مجھے ان سب کی میرے مشائخ کرام نے مع اپنی برکات سنیہ کے اجازت بخشی۔

امام احمد رضا کی فتاویٰ نویسی کی تفصیل (از قلم خود):

امام احمد رضا نے اپنی فتاویٰ نویسی کی اپنی تحریر میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے لیکن راقم آپ کے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں خطبۃ الکتاب کے بعد صفۃ الکتاب سے اس کی تفصیل نقل کر رہا ہے یہ خطبہ اور صفۃ الکتاب دونوں عربی زبان میں لکھے ہیں راقم یہاں اس کا ترجمہ پیش کر رہا ہے۔

"جو کچھ ان میں (فتوے میں) ٹھیک ہے وہ صرف میرے رب کی طرف سے ہے اور میں اس پر حمد کرتا ہوں اور جو غلطی ہو مجھ سے اور شیطان کی طرف سے ہے اور میں اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ ہاں، ہاں میں اپنے رب کے لیے اس کی حمد کرتا ہوں۔ اور وہ مجھے کافی ہے کہ کبھی میرے دل میں یہ خطرہ نہ گذرا کہ میں عالم ہوں یا فقہا گروہ سے ہوں یا اماموں کے مقابل مجھے کوئی لفظ کہنا پہنچتا ہے یا حکم و حکمت شرع میں مجھے ان کے ساتھ کچھ مجال ہے میں تو ان کا نام لیوا ہوں اور ان کا طفیلی انہیں سے لیتا ہوں اور فائدہ پاتا ہوں مجھ پر جو فیض آتا ہے انھیں سے آتا ہے اس کی برکت سے مولا نے مجھ پر دروازے کھول دیے اور اسباب آسان کیے اور خدا چاہے تو ہر مسئلہ کی طرف ہدایت فرمائے اور میں پہچانتا ہوں کہ مقلد کو کس جگہ اقول کہنا روا

ہے تو میں اپنے ہی میدان میں جولان کرتا ہوں۔

میرے آقا اور والد سایہء رحمت الٰہی، خاتم محققین، امام مدققین، سنتوں کی حمایت فرمانے والے، ہمارے سردار، مولیٰ حضرت مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی نے مجھے چار دہم شعبان ۱۲۹۶ھ میں خیر و بشارت کو فتوے لکھنے پر مامور فرمایا اس وقت میری عمر کے چودہ برس پورے ہوئے تھے کہ میری پیدائش ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ میں ہے تو میں نے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور جہاں میں غلطی کرتا والد ماجد اصلاح فرماتے۔ سات برس کے بعد ۱۲۹۳ھ میں مجھے اذن فرمادیا کہ اب فتوے لکھوں اور بغیر حضور (والد) کے سنائے سائلوں کو بھیج دیا کروں مگر میں نے اس پر جرات نہ کی یہاں تک کہ والد ماجد کو اللہ عزوجل نے ۱۲۹۷ھ میں اپنے پاس بلالیا تو ان برسوں میں (۱۲ برس) جو فتوے تقریباً ایک فرق کا مل یعنی ۱۲ سال تک لکھے ان کے جمع کرنے کا خیال نہ آیا اور اس کے بعد پاس پاس کے شہروں اور دور دراز کے ملکوں سے اگر سوال دس یا زیادہ بار آیا تو کتاب میں ایک ہی بار کا جواب درج کیا اور اتنے کثیر فتاویٰ جاتے رہے اور باقیوں میں اس قدر اختصار منظور رہا۔ اب تک میرے فتاویٰ سات (۷) کبیر مجلدات تک پہنچ گئے ہر جلد چودہ سو صفحات کلاں سے سولہ سو کے اندر تک اور ہنوز جہاں تک وہ جود و کرم والا چاہے افزائش ہی ہے۔ پس احباب نے مجلدات کا حجم بھاری دیکھ کر فتاویٰ کو ۱۲ جلدوں پر تقسیم کیا۔ میں نے اس کا نام "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" رکھا ہے

اللہ اسے اپنی رضا کا وسیلہ بنائے اور دونوں جہان میں مجھے اور اپنے بندوں کو اس سے نفع پہنچائے۔۔۔"

(امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ جلد اول ص: ۸۵-۸۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء)

امام احمد رضا کے دادا کی قائم کردہ مسند افتا:

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز کے جد امجد حضرت مولانا مفتی محمد رضا علی خاں (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) نے بریلی شریف میں ۱۲۴۶ھ میں دارالافتاء قائم فرمایا تھا جس کی ساتویں بشت آج فتوے جاری کر رہی ہے۔ امام احمد رضا کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ مسند افتا بریلی شریف میں آپ کے دادا نے قائم کی تھی اس حقیقت کا انکشاف امام احمد رضا کی زبانی اس وقت ہوا جب آپ نے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۰۳ء میں ایک بند کمیشن کے سامنے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں آباواجداد سے علوم دین کا خادم ہوں، چوہتر (۷۴) سال سے میرے یہاں سے فتویٰ جاری ہے، تمام ہندوستان اور کشمیر اور برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں ابھی ملک چین سے چودہ مسئلے دریافت کیے گئے ہیں چنانچہ لفافہ مرسلہ چین داخل کرتا ہوں"۔

(امام احمد رضا، اظہار الحق الجلی، ص: ۸۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

امام احمد رضا ۱۳۲۰ھ میں فرما رہے ہیں کہ ہمارے خاندان میں پچھلے ۷۴ سالوں سے فتوے دیے جا رہے ہیں اس اعتبار سے ۷۴ منفی ۱۳۴۰، یعنی اس خاندان میں دارالافتاء کی بنیاد امام احمد رضا کے دادا مولانا مفتی محمد رضا علی خاں نے ۱۲۴۶ھ میں رکھی تھی۔ اسی طرح ایک اور روایت بزبان امام احمد رضا پیش کرتا ہوں۔

آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ وقت وصال سے چند گھنٹے پہلے اپنے وصایا شریف قلمبند کروائے تھے اس وصیت میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں اپنے خاندان سے متعلق فتاویٰ نویسی کی تفصیل بیان فرمائی ہے:

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر (خاندانِ رضا بریلی شریف) سے فتوے نکلتے نوے (۹۰) برس سے زائد ہو گئے۔ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا۔ پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ لے لی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغرسنی میں کوئی بار اُن پر نہ رہنے دیا، جب انھوں نے (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں) رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا“۔

(وصایا شریف، مرتبہ مولانا حسنین رضا، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ء، ص:۱۹)

امام احمد رضا نے اپنی حیات تک ۵۵ سال سے زیادہ فتویٰ نویسی فرمائی جسکے نتیجے میں ۱۲ ضخیم فتاویٰ رضویہ کی مجلدات ترتیب پاسکیں جس میں ۶۸۴۷ استفتاء کے جواب ہیں جو تین زبانوں عربی، فارسی اور اردو میں ہیں جب کہ تین ہی زبانوں میں اس میں ۲۰۶ رسائل بھی ہیں۔ ان سب کو ترجمہ اور مآخذ کی نشاندہی کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی زندگی میں ۳۰ جلدوں میں شائع کیا تھا جو ۲۲۰۰۰ بائیس ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ان فتاویٰ میں ایک انفرادی جدت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اگر سوال منظوم اردو یا

منظوم فارسی میں پوچھا گیا ہے تو جواب بھی منظوم اردو اور منظوم فارسی میں دیا گیا ہے ایک دوسری انفرادیت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ ہر رسالہ پر آپ نے عربی خطبہ ضرور تحریر کیا ہے جو برصغیر پاک و ہند کے پچھلے سو سالوں میں لکھے گئے کسی فتاویٰ میں یہ خوبی نظر نہیں آتی۔

امام احمد رضا کی قلمی مصروفیات کا حال خود ان کی زبانی:

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز برصغیر پاک و ہند کے ایسے قلمکار ہیں کہ انھوں نے اپنے ۵۵ سالہ دور میں تمام علوم وفنون پر تین زبانوں میں ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف قلمبند فرمائی تھیں جس میں ہزاروں فتاویٰ اس کے علاوہ ہیں۔ ان میں تقریباً پچاس فیصد کتب زیورِطباعت سے مزین ہو چکی ہیں۔ انسان ان کتب کی فہرست دیکھ کر اندازہ کرسکتا ہے کہ روزانہ ان کا قلم کتنے صفحات لکھتا ہوگا۔

امام احمد رضا نے ۱۳۳۰ھ میں لاہور کی انجمن نعمانیہ کے صدر ثانی مولانا شاہ محرم علی چشتی کے ایک استفتاء کے جواب میں اپنی قلمی مصروفیات کا احوال بیان کیا تھا وہ ملاحظہ کریں:

> "فقیر حقیر (احمد رضا) کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے اور اس پر نقاہت وضعفِ قوت اور اس پر محض تنہائی وحرمت ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔
> خود اپنے مدرسہ (منظر اسلام) میں قدم رکھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت فقیر سراپا تقصیر میرے مولائے کرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں۔ اہلسنت و مذہب اہلسنت ہی کی خدمت ہے۔ جو

صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں مہینہ دو مہینہ سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کرسکتا ہے اور جب بحمدہٖ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب اہلسنت کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔

میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلسنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹، مطبوعہ لاہور، ص:۶۱۰)

فتاویٰ کی کثرت کا احوال:

فقیر (احمد رضا) کے یہاں علاوہ ردِ وہابیہ و دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زیادہ ہے۔ شہر و دیگر بلا د و امصار جملہ اقطار ہندوستان و بنگال و پنجاب و ملیبار و برما، چین، غزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں، اس میں اگر جواب میں تاخیر یا بعض استفتاء تحریر جواب سے رہ جائیں تو کیا جائے شکایت ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹، مطبوعہ لاہور، ص:۴۹۹)

امام احمد رضا کے قلم چلنے کی رفتار:

آپ یہ گمان کرسکتے ہیں کہ امام احمد رضا کا قلم کس تیز رفتاری سے چلتا رہا کہ

ایک دو، سو نہیں بلکہ ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی اور ضخیم کتب، ہزاروں فتاویٰ، شعری دیوان تین زبانوں، میں ان کی زندگی میں کس طرح مکمل ہو گئے یقیناً یہ ان پر اللہ کا بہت بڑا فضل تھا کہ ان کے وقت میں اور لکھنے میں اتنی برکت تھی۔ ایک اور بات ذہن میں رکھ کر اس بات کو سوچیئے گا کہ انھوں نے کیونکر اتنا لکھ لیا اس کی بنیادی وجہ ان کا ذہن تھا کہ ایک بار کوئی کتاب پڑھ لیتے تو سالوں صفحہ نمبر کے ساتھ اس کا متن ان کے ذہن میں محفوظ رہتا اس وجہ سے دوران تصنیف کبھی کوئی کتاب ان کے سامنے نہ ہوتی کہ اس کتاب کا متن ڈھونڈنے میں وقت صرف کرتے بلکہ جیسے ہی کوئی حوالہ دینا چاہتا اس کتاب کا متن وہ فوراً یادداشت کی بنا پر مصنف کی کتاب اور مصنف کے نام کے ساتھ لکھ لیتے اس وجہ سے کم وقت میں زیادہ لکھ جاتے۔ ورنہ مصنف کا آدھا سے زیادہ وقت کتابوں کو کھنگالنے میں لگ جاتا ہے۔ تفصیل میں جائے بغیر ایک دو مثالیں ان کے برق رفتار قلم کی ملاحظہ کریں۔

۱۔ ایک دن کی چند ساعتوں میں ایک رسالے کی تکمیل:

امام احمد رضا نے ۱۳۱۲ ھ میں بدایوں کے مولانا محمد فضل المجید قادری کے سوال پر کہ وہابیہ غیر مقلدین (اہل حدیث) جو تقلید ائمہ اربعہ کے شرک بتاتے ہیں کہ جواب میں بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاولیٰ کی چند ساعتوں (گھنٹوں) میں ایک مکمل رسالہ بعنوان "سل السیوف الھندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ" اردو زبان میں تصنیف فرمایا جو فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ کے ص: ۲۳۹۔۲۵۷ میں شائع ہوا ہے اس احوال خود مصنف نے رسالے کے آخر میں لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

"الحمدللہ جواب مفصل سے یہ چند سطور کا التقاط مع بعض نفائس زیادات

کہ غرہ جمادی الآخرہ روز جمعہ مبارکہ ۱۳۱۲ھ کو آغاز و انجام ہوا، بجائے
خود بھی اس باب میں کافی و وافی کلام ہوا، لہٰذا بلحاظ تاریخ "سل السیوف
الھندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ" ۱۳۱۲ھ نام ہوا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا
ومولانا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمدللہ رب العالمین"۔

امام احمد رضا نے اس رسالے میں اہل نجد کی خود ساختہ کلمات کفریات کا ۵۰ کتب بشمول قرآن معظم، احادیث، فتاویٰ، اصول فقہ، تفاسیر سے رد کیا۔ (تفصیل کے لیے اصل رسالہ دیکھیں)

۲۔ ایک دن کے چاشت تا عشاء میں رسالہ مکمل کرلیا:

امام احمد رضا کے پاس کانپور شہر سے ۱۳۱۱ھ میں ایک استفتاء آیا کہ کیا نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے سورۂ فاتحہ دیگر سورتیں اور دعائیں مغفرت امر شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ایک رسالے کی صورت میں دیا۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۵ میں ص ۲۳۹ تا ۲۵۶ موجود ہے اور اس کا عنوان ہے "بذل الجوائز علی الدعا بعد صلاۃ الجنائز" (۱۳۱۱ء) امام احمد رضا نے اس رسالے میں جن کتب سے استفادہ کیا صرف ان کے نام ملاحظہ فرمائیں:

المستدرک علی الصحیحین، مجمع الزوائد، کنز العمال، شعیب الایمان، صحیح مسلم، نوادر الاصول، جامع الرموز، کشف الخطاء، فتح القدیر، درمختار شرح تنویر الابصار، منہاج النووی، مرقاۃ، العقود الدریہ، ردالمحتار، حاشیہ الطحطاوی، القرآن۔ اس رسالے کا خلاصہ بقلم مفتی ملاحظہ کریں۔

"صفیں توڑ کر دعائے قلیل یا بوجہ خاص جنازہ میں دیر کی حالت میں دعائے طویل اصلاً

مضائقہ نہیں رکھتی، نہ کلمات علماء میں ان کا انکار بلکہ وہ عام مامور بہ کے تحت میں داخل اور مستحب شرعی کی فرد ہے۔

الحمدللہ یہ مبارک جواب موقع صواب چاردھم (۱۴) رجب مرجب، روز جاں افروز دوشنبہ (پیر) کووقت چاشت شروع اور وقت عشاء تمام اور بلحاظ تاریخ "بذل الجوائز علی الدعا بعد صلاۃ الجنائز" نام ہوا۔ رسالے کا اختتام دعا ودرود پر ہوا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سید المر سلین محمد واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵، مطبوعہ لاہور، ص: ۲۵۶)

تحقیقِ رضا کی انتہا' مثال نہ ہم عصروں میں نہ بعد میں:

امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے ہزاروں فتاویٰ اور سیکڑوں رسائل کا مطالعہ کریں، ہر موضوع اور ہر فتوے میں آپ نے تحقیق کا حق ادا کیا ہے اس سلسلے میں تو آپ کی سیکڑوں کتابوں اور ہزاروں فتاویٰ میں سیکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ اس موضوع پر جب کوئی عالم اس کا مطالعہ کرتا ہے تو یہ بات کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نے تحقیق کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے بلکہ تمام تحقیق میں اس موضوع پر تفاسیر، احادیث، کتب فقیہ، کتب تاریخ وشرح سب کے حوالے تاریخی ترتیب سے مل جاتے ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال پیش کر رہا ہوں جس کو پڑھ کر قاری کے دل میں ضرور خواہش پیدا ہوگی کہ بقیہ تو بعد میں دیکھ لوں گا صرف اس مثال کے لیے اس کی تفصیل ضرور دیکھوں گا۔

تیمم کے لیے جنسِ ارض یعنی مٹی یا پتھر کی اقسام میں تحقیقِ رضا:

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے تیمم میں استعمال ہونے والی مٹی اور

پتھر سے متعلق ایک ضخیم رسالہ بعنوان "المطر السعید علیٰ نسبت جنس الصعید" ۱۳۳۵ھ میں تصنیف فرمایا تھا۔ یہ ضخیم رسالہ فتاویٰ رضویہ کی جلد سوم میں ص:۶۷۹-۷۱۶ تک موجود ہے اس رسالے میں امام احمد رضا نے اپنے سے قبل بارہ سو سال کے فقہا کرام کی کتابوں سے تیمم کے لیے پتھروں اور مٹی کے اقسام کو اکٹھا کیا جس کے مطابق ۷۴ اقسام کو ان کی کتابوں سے بتایا مگر علم حجریات اور علوم ارضی میں مہارت کا یہ عالم کہ آپ نے اس میں ۱۰۷ اقسام کی مٹی اور پتھروں کا اضافہ فرما کر یہ تعداد جن سے تیمم احناف کے نزدیک جائز ہوگا وہ تعداد ۱۸۱ تک پہنچادی یعنی جتنے اقسام کے پتھر اور مٹی بارہ سو سال کے فقہا نے بتائی خود ان کی تحقیق نے اس میں ۱۰۷ کا اضافہ کر دیا۔ ان تمام اقسام کی مٹی اور پتھروں کی تفصیل فتاویٰ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ امام احمد رضا نے اعلیٰ کام یہ بھی کیا کہ جو پتھر اور اقسام میں مٹی نا پید ہیں صرف مخصوص علاقوں میں ملتی ہیں ان علاقوں کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

اس طرح فقہاء احناف کے نزدیک بارہ سو سالوں میں جن اقسام کے پتھروں اور مٹی سے تیمم جائز نہیں ہے آپ نے ان کی بھی تفصیلی نشاندہی کر دی کہ بارہ سو سال کے فقہا کرام نے ۵۸ اقسام بتائیں جن سے تیمم نہیں ہو سکتا اس میں بھی آپ فوقیت لے گئے اور اپنی تحقیق سے ۷۲ اقسام کے پتھروں اور مٹی کا نام کے ساتھ اضافہ کیا جن سے تیمم جائز نہیں یعنی یہ تعداد ۱۳۰ تک پہنچا دی۔

راقم از خود علوم ارضیات کا طالب علم رہا اور جامعہ کراچی کے شعبہ ارضیات اور پیٹرولیم ٹکنالوجی میں ۴۰ سال تدریسی خدمت انجام دی ہے مگر جب اس رسالے کو پڑھا اور پتھروں کے اقسام اور ان کی ساخت پر امام کی تحریر پڑھی تو عقل دنگ رہ

گئی کہ بغیر کسی علم ارضیات کی کتاب پڑھے امام احمد رضا ہم سے زیادہ بلکہ علوم ارضیات میں دی گئی اقسام سے زیادہ پتھروں کی اقسام اور ان کی ہیئت کو جانتے ہیں۔ یہ ان علوم میں سے ایک علم ہے جو انہوں نے کسی سے نہیں پڑھا، بس اللہ کی عطا سے ان کو حاصل ہوا۔ یہ تحقیق ان کے تمام رسائل اور فتاویٰ کی شان ہے۔

امام احمد رضا ان تمام اقسام کے پتھروں اور مٹی کی اقسام کا آخر میں یوں تجزیہ پیش کرتے ہیں:

"یہ تین سو گیارہ (۳۱۱) چیزوں کا بیان ہے۔ ۱۸۱ سے تیمم جائز جن میں سے ۷۴ منصوص اور ۱۰۷ زیادات فقیر اور ۱۳۰ سے تیمم ناجائز جن میں ۵۸ منصوص اور ۷۲ زیادات فقیر، ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوعات کا استخراج بھی سہل نہ ہوگا اور ساری خوبیاں اولاً و آخراً خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی سے باطناً و ظاہراً توفیق ارزانی بھی ہے خدائے تعالیٰ کا کثیر و وافر درود و سلام ہو اس کے حبیب، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر، الٰہی قبول فرما"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳، مطبوعہ لاہور، ص: ۶۵۸)

قارئین کرام!

یہ امام احمد رضا کا علمی، قلمی تعارف ان کی خدمات جلیلہ کا آٹے میں نمک کے برابر ہے، آپ جب ان کی کتب کا مطالعہ کریں گے تب ہی آپ ان کی علمی خوبیوں سے واقف ہوں سکیں گے۔

اوروں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں تنہا رضا کا ہے

آخر میں تحقیقِ رضا کے سلسلے میں امام احمد رضا سے پوچھے گئے ایک سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کتنے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسم ذات ہیں، کتبِ سابقہ توریت، زبور، انجیل میں "احمد" ہے اور قرآن مجید میں "محمد" ہے۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے صفات بے شمار ہیں، علامہ احمد خطیب قسطلانی علیہ الرحمۃ نے ۱۵۰۰ سو جمع کیے، سیرتِ شامی میں ۳۰۰ کا اضافہ ہے اور میں نے جو نام مبارک جمع کیے ہیں وہ چھ سو ہیں، تو گویا کل چودہ سو (۱۴۰۰) ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء شریف ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں الگ الگ ہیں دریا میں کچھ اور، پہاڑوں میں کچھ اور، کثرتِ اسما کثیر صفات پر دلالت کرتی ہے، ہر جگہ جدا نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہر جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تجلی ہے، جس جگہ میں جس صفت کا ظہور ہے اسی کی مناسبت سے نام بھی ہے"۔

(الملفوظ، مرتبہ مفتی اعظم ہند)

راقم الحروف امام احمد رضا کے ۶۰۰ اسماء کی تلاش میں مصروف ہے اور ایک نشاندہی کرتا چلوں کہ آپ امام احمد رضا کے کسی بھی رسالے کا عربی خطبہ پڑھیں اس میں انہوں نے حمد باری تعالیٰ کے بعد جو درود لکھے ہیں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو درود کے صیغے میں پیرو دیا ہے اس کی صرف ایک مثال پیش کر رہا ہوں۔ آپ فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں فتاویٰ سے قبل ایک عربی خطبہ بعنوان "خطبۃ الکتاب"

ملاحظہ کرلیں۔

"فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں درج درود وسلام"

وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ لِلرُّسُلِ لُکِرَامِ مَالِکِیِّ وَ شَافِعِیِّ اَحْمَدَ الْکِرَامِ، یَقُوْلُ الْحُسْنُ بِلَا تَوَقُّفٍ مُحَمَّدُ الْحَسَنُ اَبُوْ یُوْسُفَ، فَاِنَّهُ الْاَصْلُ الْمُحِیْطُ لِکُلِّ فَضْلٍ بَسِیْطٍ وَوَجِیْزٍ وَ وَسِیْطٍ، اَلْبَحْرُ الزَّخَّارُ وَالدُّرُّ الْمُخْتَارُ وَ خَزَائِنُ الْاَسْرَارِ وَ تَنْوِیْرُ الْاَبْصَارِ وَ رَدُّ الْمُحْتَارِ عَلٰی مِنَحِ الْغَفَّارِ، وَفَتْحُ الْقَدِیْرِ وَ زَادُ الْفَقِیْرِ وَ مُلْتَقَی الْاَبْحُرِ وَمَجْمَعُ الْاَنْھُرِ، وَ کَنْزُ الدَّقَائِقِ وَ تَبْیِیْنُ الْحَقَائِقِ وَالْبَحْرُ الرَّائِقُ مِنْهُ یَسْتَمِدُّ کُلُّ نَهْرٍ فَائِقٍ، فِیْهِ الْمُنْیَةُ وَ بِهِ الْغُنْیَةُ وَ مَرَاقِی الْفَلَاحِ وَ اِمْدَادُ الْفَتَّاحِ وَاِیْضَاحُ الْاِصْلَاحِ وَ نُوْرُ الْاِیْضَاحِ وَ کَشْفُ الْمُضْمَرَاتِ وَ حَلُّ الْمُشْکِلَاتِ وَالدُّرُّ الْمُنْتَقٰی وَ یَنَابِیْعُ الْمُبْتَغٰی وَ تَنْوِیْرُ الْبَصَائِرِ وَ زَوَاهِرُ الْجَوَاهِرِ الْبَدَائِعُ النَّوَادِرُ وَ اَلْمُنَزَّهُ وُجُوْبًا عَنِ الْاَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ مُغْنِی السَّائِلِیْنَ وَ نِصَابُ الْمَسَاکِیْنِ، اَلْمُنْتَقَی الصَّافِیْ، عُدَّةُ النَّوَازِلِ وَ اَنْفَعُ

اَلْوَسَائِلِ لِاِسْعَافِ السَّائِلِ بِعُیُوْنِ الْمَسَائِلِ عُمْدَۃُ الْاَوَاخِرِ وَخُلَاصَۃُ الْاَوَائِلِ

قارئین کرام!

اگر چہ اس درود وسلام میں امام احمد رضا نے ایک جدت یہ فرمائی ہے کہ چونکہ یہ خطبہ فتاویٰ رضویہ کی مناسبت سے ہے اس لیے اسے پیش لفظ یا خلاصہ کے طور پر لکھا ہے مگر آپ نے فقہا کرام کے ناموں، ان کی کتب فقہ، فتاوٰی یا ان کی شروح کے ناموں کو جو کہ سب کے سب اسماء ہیں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے طور پر استعمال کیا ہے اور ان میں بہت سارے صفاتی نام راقم کی تحقیق میں پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے استعمال ہوتے ہوئے آئے ہیں، اس لیے اگر امام احمد رضا کے تمام عربی خطبوں سے یہ صفاتی نام نکالے جائیں تو یہ ایک احسن کام ہوگا اور امام احمد رضا کا لکھا ہوا حق ثابت ہوگا کہ انھوں نے اپنی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی ناموں میں چھ سو کا اضافہ کیا ہے۔

قارئین کرام!

امام احمد رضا کا یہ ایک مختصر علمی تعارف آپ کے سامنے ہے، آئندہ کئی پہلوؤں سے مزید علمی تعارف آپ کے سامنے پیش کروں گا، آپ سے استدعا یہ ہے کہ امام احمد رضا کی تحریروں کو آپ ضرور مطالعہ کیا کریں اس سے آپ کی معلومات میں بہت ہی اضافہ ہوگا۔

Printed by Al-Mukhtar Publications Karachi: 0303 9205511

لبیک یا رسول اللہ

تجاویز و رابطہ کے لیے

رضا انٹرنیشنل سوشل میڈیا سیریز سیل

خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ کراچی، پاکستان

واٹس ایپ:

+92-313-2464917
+92-322-2175095
+92-302-2877335
+92-303-9205511

فیس بک:

https//:www.facebook.com/majeedullahquadri92

ای میل:

majeedullahquadri786@gmail.com
khankha.majeedi@hotmail.com

پوسٹل ایڈریس: C-50/1، بلاک 1-A، گلستانِ جوہر، کراچی، پاکستان۔

تعلیماتِ رضا کے فروغ میں خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ کی علمی خدمات

☆ بانیِ خانقاہ، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی اب تک 55 کتب اور تقریباً 200 مقالات شائع ہو چکے ہیں جو افادۂ عام کے لیے خانقاہ کے فیس بک پیج پر اپ لوڈ ہیں۔

☆ بانیِ خانقاہ، امام احمد رضا کی تعلیمات کو ایک درجن سے زائد Presentation بھی دے چکے ہیں، یہ بھی افادۂ عام کے لیے YouTube پر دستیاب ہیں۔

☆ ہر اسلامی ماہ کے دوسرے اتوار اور چوتھے پیر کو تعلیماتِ رضا کی روشنی میں محفل وعظ سے بانیِ خانقاہ کا خطاب اور سوشل میڈیا (فیس بک وغیرہ) پر آن لائن نشریات۔

☆ دنیا کے مختلف ممالک سے بھی مختلف اوقات میں آن لائن لیکچرز نشر کیے جاتے ہیں۔

☆ بانیِ خانقاہ کی طرف سے دنیا بھر کی جامعات میں امام احمد رضا پر ایم۔فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے محققین کو گائیڈ لائن اور متعلقہ لٹریچر بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

☆ اب بانیِ خانقاہ، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی کی صدارت اور خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کی سرپرستی فرمانے کے ساتھ ساتھ اب "رضا انٹرنیشنل سوشل میڈیا سیل" کے توسط سے بھی اپنی علمی و تحقیقی نگارشات کے ذریعے تعلیماتِ رضا کو عالمی سطح پر اُجاگر کرنے کے لیے بھرپور سرپرستی و تعاون فرمائیں گے۔